دینی مدارس کے نمائندہ وفد کا دورۂ برطانیہ

مولانا محمد عبدالمنتقم سلہٹی ،لندن
شریعۃ کنسلٹنٹ ،ابراہیم کمیونٹی کالج لندن

بگرامی خدمت مخدومنا المکرم، استاذنا المعظم۔ حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری صاحب مدظلہم العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔

احقر محمد عبدالمنتقم سلہٹی ،لندن کے نوزائیدہ معروف تعلیمی ادارے ''ابراہیم کمیونٹی کالج'' میں شریعہ کنسلٹنٹ یعنی خادم دارالافتاء کے طور پر کچھ خدمات انجام دیتا ہے، گذشتہ ۳/مارچ کو ہمارے کالج میں جو پروگرام ہوا اور آپ حضرات اس میں بطور خاص تشریف رکھتے تھے، اس وقت احقر سفر پر تھا، سفر سے واپسی پر حالات معلوم کئے اور مختلف معلومات کی روشنی میں جو رپورٹ پیش ہوئی، وہ روزنامہ جنگ لندن اور روزنامہ نیشن لندن میں شائع ہوئی الحمدللہ۔ اس کی ایک کاپی آنحضرت کی خدمت میں ارسال کررہا ہوں۔ اگر پاکستان میں اس کی اشاعت مفید خیال فرمائیں تو براہ کرم اشاعت کا اہتمام فرمائیں گے۔

احقر نے بحمدللہ کل نو سال دارالعلوم کراچی (کورنگی) میں گزارے ہیں، چھ سال تعلیم میں اور درجہ تخصص سے فراغت کے بعد ازراہ عنایت اپنے اساتذۂ کرام نے تدریس اور افتاء کی خدمت بھی سپرد فرمائی تھی، چنانچہ تین سال تدریس وافتاء کے کام میں مصروفیت رہی، اس دوران آنحضرت سے بھی شرف نیاز حاصل ہوا، اللہ تعالیٰ آنحضرت کے سایۂ عاطفت کو امت پر تادیر صحت وعافیت کے ساتھ قائم رکھے۔ یہاں حضرت مولانا عبدالمجید انور صاحب مدظلہم سے محبت وشناسائی کا تعلق ہے، اس طرح خیر المدارس کا فیض ہم جیسے ناکارہ لوگوں کو بھی بحمدللہ حاصل ہے، دعاؤں کی گذارش کے ساتھ والسلام۔ ———— احقر: عبدالمنتقم

حال ہی میں پاکستان کے مختلف مکاتب فکر کے وفاق المدارس کے رہنماؤں نے ایک نمائندہ وفد کی حیثیت سے برطانوی وزارت خارجہ کی دعوت پر انگلینڈ کا دورہ کیا جس میں دیوبندی مکتب فکر کے وفاق کے صدر مولانا سلیم اللہ خان اور جنرل سیکرٹری مولانا محمد حنیف جالندھری، بریلوی مکتب فکر سے مولانا مفتی منیب الرحمٰن اور جماعت اسلامی سے ڈاکٹر عطاء الرحمٰن کے علاوہ اہل حدیث اور شیعہ فکر سے تعلق رکھنے والے مدارس کے ذمہ داران بھی شامل تھے۔

برطانیہ کے مختلف اسلامی تعلیمی اداروں اور مسلم تنظیموں نے اس موقر وفد کا پرتپاک خیر مقدم کیا، اس موقع پر مختلف اہم تعلیمی امور کے بارے میں تبادلہ خیال ہوا، ایک دوسرے کے نقطۂ نظر کو جاننے کا موقع فراہم ہوا اور نظام تعلیم کو حالات زمانہ کے ساتھ زیادہ سے زیادہ موافق بنانے کے لئے مختلف تجاویز پر باہم غور وخوض کا موقع ملا، نیز ایک دوسرے کے تجربات سے فائدہ اٹھانے کا خوش گوار ماحول میسر آیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دینی نظام تعلیم کے رہنماؤں کے اس نوعیت کے دورۂ برطانیہ سے جس میں مختلف مکاتب فکر کے چوٹی کے ذمہ داران شامل تھے، موجودہ فرقہ واریت اور تنگ

نظری کے ماحول کونہایت امیدافزااورمثبت پیغام ملا ہے۔اوراس سے تعلیمی نظام ونصاب کو بہتر سے بہتر بنانے میں اہم پیش رفت ہوئی ہے۔اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تینوں فریق ۱: برطانوی وزارت خارجہ،۲: پاکستان کے مختلف وفاق کے رہنمااور۳: برطانیہ کے تعلیمی اداروں کے ذمہ داروں کے جونقطہ ہائے نظراس موقع پرسامنے آئے، وہ نذرِ قارئی کئے جائیں۔

جہاں تک برطانیہ کی وزارت خارجہ کا تعلق ہے تو اس نے پاکستانی وفود کے سامنے اپنے مقاصداور اہداف کا کھل کر اظہار کیا اور واضح کیا کہ برطانیہ دینی مدارس سے متنفر ہے اور نہ ہی وہ جانتا ہے کہ یہ مدارس بند کردیئے جائیں۔ ۷ جولائی کے بعد اگر اس طرح کی کوئی سوچ اپنائی گئی ہے تو یہ پاکستانی مدارس اور حکومت کی اپنی سوچ ہے، برطانوی حکومت کی خواہش صرف اتنی ہے کہ کوئی مدرسہ دہشت گردی کا مرکز نہ بنے، نیز دوسروں کے موقف کے حوالے سے تحمل اور رواداری کے منافی کوئی طرزعمل کسی مدرسے کی طرف سے سامنے نہ آئے۔اس موقع پر برطانوی حکومت نے مزید توجہ دلائی کہ دینی مدارس کے نصاب، نظام میں دور حاضر کے تقاضوں کوسامنے رکھتے ہوئے تجدید کا عمل اچھے انداز میں بھی انجام دیا جاسکتا ہے اور یہ کہ دینی مدارس اور حکومت دونوں کومل کر کام کرنے کی پالیسی اپنانی چاہیے۔دنیا کی مختلف جگہوں میں اس کی اچھی مثالیں موجود ہیں۔حکومت برطانیہ نے مدارس اور حکومت کے درمیان روابط بڑھانے پر زور دیتے ہوئے کہا کہ قوانین پرعمل درآمد کو یقینی بنانا چاہیے، اس کا فائدہ دونوں فریق کو پہنچتا ہے۔مدارس کے نمائندہ حضرات کو متوجہ کیا گیا کہ وہ اس مثالی طریقہ کار کا مطالعہ کریں اور اس سے فائدہ اٹھائیں جو برطانیہ میں تعلیم کے مختلف شعبوں میں اعلیٰ معیار برقراررکھنے کے لئے اختیار کیا جاتا ہے مثلاً OFSTED وغیرہ کا مثالی نظام وغیرہ۔

حکومت برطانیہ کی طرف سے دینی مدارس کو جن نکات کی طرف توجہ دلائی گئی، ان کی پشت پر اگر واقعی نیک نیتی کا جذبہ کارفرما ہوتو اس میں شک نہیں کہ مدارس کے لئے ان میں غوروفکر کا سامان موجود ہے اور ہمیں امید ہے کہ دینی مدارس کے ارباب حل وعقدان تجاویز پر سنجیدگی سے غورفرمائیں گے۔

اس موقع پر پاکستان کے تعلیمی وفد کے رہنماؤں نے بھی واضح الفاظ میں اپنا مؤقف برطانیہ کے حکومتی اہل کاروں اور تعلیمی اداروں کے سامنے رکھا۔ان کا کہنا ہے کہ اعلیٰ دینی تعلیم کے ذریعے مسلمانوں کی اسلام اور قرآن وسنت سے مضبوط وابستگی برقراررکھنا اورانسانی سوسائٹی کو اچھے اور باکردار افراد فراہم کرتے رہنا دینی مدارس کا بنیادی اوراہم مقصد ہے۔دورحاضر کے تقاضوں کے پیش نظر حالیہ برسوں میں پاکستان کے تقریباً تمام ہی مکاتب فکر کے وفاقوں نے انگریزی کی تعلیم بحیثیت زبان شروع کی ہوئی ہے، اس کے علاوہ کمپیوٹر، جنرل سائنس، تاریخ، جغرافیہ، مطالعہ پاکستان وغیرہ کو بھی اپنے نصاب میں شامل کیا ہے۔اس لئے اب دینی مدارس میں اعلیٰ دینی تعلیم کے ساتھ بقدرضرورت عصری علوم کا بھی لحاظ رکھا جارہا ہے، لیکن چونکہ ہمارا اصل مقصد دینی واسلامی علوم کے عالی دماغ ماہرین پیدا کرنا ہے، اس لئے عصری، فنی اور ٹیکنیکل علوم کے مکمل شعبے قائم کرنے اوران علوم پر کامل دسترس رکھنے والے ماہرین پیدا کرنے کی ہم سے توقع نہیں کرنی چاہیے۔یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے میڈیکل کالجوں سے انجینئرنگ اور انجینئرنگ کالجوں سے میڈیکل تعلیم کی توقع نہیں رکھی

جاتی۔ اس مقصد کے حصول کے لئے دینی مدارس کو مکمل حریت و آزادی کی فضا فراہم کرنا ضروری ہے۔ ہمارے ماضی کے تجربات بتاتے ہیں کہ حکومتی مداخلت دینی تعلیم کے نصاب و نظام اور اہداف و مقاصد کے لئے تباہ کن ثابت ہوتی رہی ہے۔

اس موقع پر لندن کے معروف تعلیمی ادارے ابراہیم کمیونٹی کالج کی طرف سے مولانا عیسیٰ منصوری (چیئرمین ورلڈ اسلامک فورم) نے پاکستان سے آئے ہوئے دینی رہنماؤں کا خیر مقدم کیا اور اپنی گفتگو میں کہا کہ تعلیمی امور پر باہمی تبادلہ خیالات اور ایک دوسرے کے تجربات سے فائدہ اٹھانے کے لئے اس قسم کے مجالس اور پروگرام سے مثبت اور تعمیری نتائج برآمد ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ ابراہیم کمیونٹی کالج لندن کے کارکنوں نے اپنی جاں گسل جدوجہد کے ذریعے عصری ضرورتوں کا لحاظ رکھتے ہوئے جو جدید نصاب ترتیب دیا ہے، اس میں قرآن وحدیث، فقہ اور درس نظامی کے اہم فنون کے ساتھ ساتھ ضروری عصری علوم وفنون کی تعلیم کو بھی سمولیا گیا ہے، اب اس کالج میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ جس طرح عرب ممالک کے دینی جامعات میں داخلہ لینے کی اہلیت سے بہرہ اندوز ہیں اسی طرح وہ برطانیہ ویورپ کے اعلیٰ تعلیم اداروں اور یونیورسٹیز میں مزید تعلیم حاصل کرنے کی صلاحیتوں سے بھی بہرہ ور ہیں اور بڑی بات یہ ہے کہ اس کے لئے ان کو کوئی اضافی وقت بھی ضائع نہیں کرنا پڑے گا۔ ابراہیم کمیونٹی کالج کے چیف ایگزیکٹو مولانا حافظ مشفق الدین نے اپنی گفتگو میں ابراہیم کالج کے نصاب و نظام پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ ہم نے درس نظامی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اس ضرورت کو شدت سے محسوس کیا کہ برطانیہ و یورپ کے نت نئے تقاضوں کے پیش نظر یہاں درس نظامی کو جدید طرز پر مرتب کرنے کی ضرورت ہے نیز انگریزی زبان میں اہلیت وقابلیت پیدا کرنے کی ضرورت ہے کیوں کہ اس ملک میں رہ کر یہاں کی زبان میں اپنے ماضی الضمیر کا تقریر وتحریر کی صورت میں اظہار نہ کرپانا ہماری سنگین کوتاہی ہے۔ اب بحمد اللہ ہمارے کالج کی تعلیم واسناد کو یہاں کے تعلیمی ادارے اور حکومت تسلیم کررہے ہیں، یہ ایک خوش گوار تبدیلی ہے۔ ہمارا ارادہ ہے کہ اگلے تین سالوں کا نصاب اس طرح مرتب ہو کہ اس میں مشکوۃ شریف تک کی تعلیم کے ساتھ یہاں کا ڈپلومہ بھی ہو، اس کے بعد تین سالہ دورۂ حدیث شریف کے کورس کو یہاں کے ایم اے کے مساوی ہونے کا درجہ تسلیم کرایا جائے۔ مولانا مشفق نے ابراہیم کالج کے مختلف تعلیمی شعبوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ ہمارے ادارے میں دوسرے اداروں یا کام میں مشغول طلبہ و طالبات کے لئے جزوقتی شبانہ کلاسوں کا اہتمام کیا گیا ہے۔ آخر میں کالج کے ایڈوکیشن ڈائریکٹرز مولانا شمس الضحیٰ اور مولانا بلال عبداللہ نے وفد کے سامنے اپنا تجربہ بیان کیا اور کہا کہ ہمارے ملکوں کے درس نظامی کی تعلیم میں اس بات کا لحاظ نہیں رکھا جاتا کہ طالب علم نے جو کچھ پڑھا ہے، وہ اسے اپنے الفاظ میں بیان کرکے لکھ بھی سکے، اور اس پر تنقید بھی کرنے کی صلاحیت اسے حاصل ہو، اس لئے یہاں کے تعلیمی ادارے درس نظامی کو تسلیم کرنے اور اہمیت دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اگر ہم اس نقصان کی تلافی کرلیں تو کوئی وجہ نہیں کہ دینی مدارس کا تعلیمی معیار بین الاقوامی معیار کے مساوی تسلیم نہ کیا جائے، تب ہماری حکومتیں بھی بے جا دباؤ ڈالنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں گی۔ پروگرام کے اختتام پر وفد کے مہمانانِ گرامی مولانا محمد حنیف جالندھری، مفتی منیب الرحمٰن اور ڈاکٹر عطاء الرحمٰن نے اپنے قیمتی خطابات اور نصیحتوں سے ابراہم کمیونٹی کالج کے طلبہ کو نوازا اور مفتی منیب الرحمٰن کی دعا پر مجلس بخیر وخوبی اختتام کو پہنچی۔

☆......☆